# 93723 ـ ان معاصی کے سائے میں روزے کی حفاظت کیسے کی جائے ؟

**سوال**

ان معاصی کے سائے میں اپنے روزے کی حفاظت کیسے کی جائے ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

میرے بھائی آپ نے یہ سوال کر کے انتہائی اچھا کیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کی اطاعت کی حرص رکھتے ہیں اور اس وقت منتشر معاصی کے سبب اطاعت ضائع ہونے یا اس میں کمی ہونے سے بچنا چاہتے ہیں.

ہم سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ سبحانہ و تعال نے روزہ اس لیے مشروع کیا ہے کہ ہم تقوی و پرہیزگاری حاصل کر سکیں، اسی لیے حقیقی روزہ یہی ہے کہ جس روزے میں معاصی و ترك کرتے ہوئے اجتناب کیا گیا ہو، یہ روزہ تو دل کا بھی روزہ ہے نہ کہ صرف اعضاء کا روزہ.

ہم نے جو کچھ کہا ہے اس پر سنت نبویہ بھی دلالت کرتی ہے اور اہل کی کلام میں بھی اس کی توضیح و بیان موجود ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے غلط اور بےہودہ گوئی اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کے بھوکہ اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1804 ).

اور ایك حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بہت سارے روزے دار ایسے بھی ہیں جن کا روزے میں صرف اتنا حصہ ہے کہ انہیں بھوك اور پیاس ہی حاصل ہوتی ہے، اور بہت سارے قیام کرنے والوں کو رات کی بیداری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا "

مسند احمد حدیث نمبر ( 8693 ) ابن حبان ( 8 / 257 ) اسے صحیح کہا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح

الترغيب ( 1 / 262 ) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور پھر صحابہ كرام تو حرص ركھا كرتے تھے كہ روزہ ان كے نفس اور اعضاء كے ليے پاكيزگى كا باعث بنے، اور انہيں معاصى و گناہوں سے محفوظ ركھے.

عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كہا كرتے تھے:

" صرف كھانا پينا چھوڑنے كا نام روزہ نہيں بلكہ جھوٹ و باطل اور لغو باتيں چھوڑنے كا نام روزہ ہے "

اور جابر بن عبد اللہ انصارى رضى اللہ تعالى عنہما كا قول ہے:

" جب آپ روزہ ركھيں تو آپ كا كان اور آنكھ اور زبان بھى جھوٹ اور گناہوں سے روزہ ركھے، اور اپنے ملازم اور خادم كو تكليف دينا چھوڑ دو، اور آپ جس دن روزے سے ہوں تو آپ پر سكون اور وقار ہونا چاہيے، اور روزے والا دن اور عام دن كو برابر مت ركھو "

حفصہ بنت سيرين رحمہا اللہ ( تابعين ميں عالمہ خاتون تھيں ) كا قول ہے:

روزہ اس وقت تك ڈھال ہے جب تك اس روزے دار اس ميں سوراخ نہ كر دے، اور غيبت كرنا اس ڈھال ميں سوراخ كرنا ہے "

ميمون بن مہران كا قول ہے:

" سب سے آسان روزہ كھانا پينا ترك كرنا ہے.

يہ آثار اور اقوال ابن حزم رحمہ اللہ نے المحلى ( 4 / 308 ) ميں ذكر كيے ہيں.

جب ہميں يہ علم ہو چكا ہے كہ بعض اہل علم كا قول ہے كہ اگر روزے كى حالت ميں معصيت كى جائے تو روزہ باطل ہو جاتا ہے اس ميں كوئى تعجب نہيں كرنا چاہيے، اگرچہ صحيح يہى ہے كہ اس سے روزہ باطل نہيں ہوتا، ليكن بلاشك و شبہ اس سے روزے ميں نقص تو ضرور پيدا ہوتا ہے، اور پھر يہ روزے كى حقيقت كے بھى خلاف ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" غيبت روزے كے ليے نقصانده ہے، عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا سے بيان كيا گيا ہے، اور امام اوزاعى كا بھى يہى قول ہے كہ:

" غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے اس دن کی قضاء میں روزہ رکھنا واجب ہے "

لیکن ابن حزم رحمہ اللہ نے اس میں افراط سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ:

" چاہے قولی معصیت ہو یا فعلی عمدا اور یاد دہانی کے ساتھ معصیت کے ارتکاب سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی فرمان ہے:

اور ایك حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" چنانچہ نہ تو وہ رفث کرے اور نہ ہی جہالت سے کام لے"

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی لغو اور جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بھوك اور پیاس برداشت کرتا پھرے " انتہی

دیکھیں: فتح الباری ( 4 / 104 ).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" جس سے روزہ رکھنا واجب ہے، ہو سکتا ہے جب میں یہ کہوں تو آپ لوگ تعجب کریں گے کہ جس سے روزہ رکھنا واجب ہے وہ معاصی و گناہ ہیں، انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاصی و گناہوں سے روزہ رکھے یعنی ان سے اجتناب کرے کیونکہ روزے میں سب سے پہلا مقصد ہی یہی ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو البقرۃ ( 183 ).

اللہ تعالی نے یہ نہیں کہا: تا کہ تم بھوکے رہو! یا پھر پیاسے رہو! اور یہ بھی نہیں کہا: تا کہ تم اپنی بیوی سے دور رہو، نہیں بلکہ فرمایا:

تا کہ تم تقوی اختیار کرو.

اس سے علم ہوا کہ روزے کا سب سے پہلا مقصد تو یہی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید ان

الفاظ میں فرمائی:

" جو شخص بھی بےہودہ گوئی اور لغو باتیں اور جہالت اور ان پر عمل کرنا ترك نہیں کرتا تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا اور پینا چھوڑے "

تو پھر انسان معاصی وگناہوں سے روزہ رکھے اصل اور حقیقی روزہ یہی ہے، روزہ توڑنے والی اشیاء سے باز رہنا تو ظاہری طور پر روزہ کہلاتا ہے، اللہ تعالی کی عبادت کے لیے طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تك روزہ توڑنے والی اشیاء سے اجتناب کرنا روزہ کہلاتا ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو اب تم ان عورتوں سے مباشرت کروا ور اللہ تعالی نے جو کچھ تمہارے مقدر میں لکھ رکھا ہے اسے تلاش کرو، اور کھاتے پیتے رہو حتی کہ تمہارے لیے رات کے سیاہ دھاگے سے فجر کا سفید دھاگہ ظاہر ہو جائے، اور پھر رات تك روزہ مکمل کرو البقرة ( 187 ).

اس روزے کو ہم ظاہری روزے کا نام دیتے ہیں جو کہ صرف بدن کا روزہ ہے، لیکن دل کا روزہ رکھنا اولین مقصد ہے اور وہ اللہ کی معصیت و نافرمانی سے اجتناب کا روزہ ہے.

اس بنا پر جس نے صرف ظاہری اور جسمانی روزہ تو رکھا لیکن دل کا روزہ نہ رکھا تو اس کا روزہ انتہائی ناقص ہے، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اس کا روزہ باطل ہے، لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ: یہ روزہ ناقص ہے، بالکل اسی طرح جیسے ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز کا مقصد تو خشوع و خضوع اور اللہ کے لیے عاجزی و انکساری ہے، اور اعضاء کی نماز سے قبل دل کی نماز ہونی چاہیے.

لیکن اگر کسی انسان نے اعضاء کے ساتھ تو نماز ادا کی لیکن دل کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا مثلا یہ کہ اس کا دل کسی اور وادی میں ہو تو اس کی نماز انتہائی ناقص ہے، لیکن ظاہر کے حساب سے اس کی نماز ادا ہو جائیگی.

اسی طرح جو شخص اللہ کی معصیت و نافرمانی سے روزہ نہیں رکھتا اس کا روزہ بھی انتہائی ناقص ہے؛ لیکن اس کا روزہ ادا ہو جائیگا؛ کیونکہ دنیا میں عبادات ظاہر پر ہونگی " انتہی

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح ( 116 ) صفحہ نمبر ( 1 ).

دوم:

علماء کرام نے صبر کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے:

اطاعت و فرمانبرداری پر صبر کرنا.

معصیت و نافرمانی کرنے سے صبر کرنا.

اور اللہ تعالی کی تقدیر پر صبر کرنا.

اور روزے میں صبر کی یہ تینوں قسمیں جمع کر دی گئی ہیں.

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صبر کی سب اسے افضل قسم روزہ ہے؛ کیونکہ اس میں صبر کی تینوں قسمیں جمع کر دی گئی ہیں؛ اس لیے کہ یہ روزہ اللہ سبحانہ و تعالی ك اطاعت و فرمانبرداری پر صبر کرنا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کی معصیت و نافرمانی سے صبر کرنا ہے کیونکہ بند اللہ تعالی کے لیے اپنی شہوت ترك کر دیا حالانکہ اس کا نفس اس کی طرف جانے کے لیے تنازع بھی کرتا ہے.

اسی لیے صحیح حدیث میں اللہ عزوجل کا قول وارد ہے:

" روزے کے علاوہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا؛ اس لیے کہ اس نے میرے لیے اپنی شہوت اور اپنا کھانا پینا ترك کیا ہے "

اور پھر اس روزے میں اللہ سبحانہ و تعالی کی المناك اقدار پر صبر کرنا ہے، جو روزے کی حالت میں روزے دار کو بھوك اور پیاس کی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے " انتہی

دیکھیں: جامع العلوم و الحکم ( 219 ).

اس لیے جس کسی نے بھی روزہ اللہ تعالی کے مشروع کردہ طریقہ کے مطابق رکھا اسے عظیم الشان اجروثواب حاصل ہو گا، اس کے لیے اسے درج ذیل فرمان باری تعالی ہی کافی ہے:

صبر کرنے والوں کوب بغیر حساب کے ان کا اجروثواب دیا جائیگا الزمر ( 10 ).

سوم:

مسلمان شخص معاصی سے اپنے روزے کو نقصان سے بچا سکے اس کے لیے اسے معصیت کے ارتکاب سے اجتناب کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے.

بعض علماء کا کہنا ہے کہ: معصیت و نافرمانی کے ارتکاب سے صبر کرنا باقی دونوں صبر کی قسموں سے عظیم درجہ رکھتی ہے، اس لیے کہ شر و برائی کے اسباب جمع ہو کر اسے معصیت میں واقع ہونے کی طرف دھکیلتے ہیں.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہاں ایك مسئلہ ایسا ہے جس میں لوگوں نے کلام کی ہے:

اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ صبر کی دونوں قسموں میں افضل کونسی ہے ؟ آیا بندے کا معصیت و نافرمانی کے ارتکاب سے صبر کرنا، یا کہ اسکا اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے صبر کرنا ؟

ایك گروہ نے پہلے کو راجح قرار دیا اور کہا ہے کہ:

معصیت و نافرمانی سے صبر کرنا اور معصیت کا ارتکاب نہ کرنا صدیقین کے وضائف میں شامل ہوتا ہے، جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے:

نیکی کے اعمال تو ہر نیك و فاجر شخص بھی کرتا ہے، لیکن معاصی و گناہ کو ترك کرنے کی طاقت تو صرف صدیق ہی رکھتا ہے.

ان کا کہنا ہے: اس لیے کہ معصیت کے اسباب اور دواعی اطاعت ترك کرنے کے دواعی و اسباب سے زیادہ شدید ہیں؛ کیونکہ معصیت کے داعی ایك وجودی امر کی طرف دعوت دیتے ہیں جسے نفس بھی چاہتا ہے اور اس سے لذت حاصل کرتا ہے، لیکن ترك اطاعت کا داعی تو کسل و سستی اور اہانت ہے اس میں کوئی شك نہیں کہ معصیت و نافرمانی کے داعی زیادہ قوی ہیں.

ان کا کہنا ہے کہ: اس لیے کہ معصیت و نافرمانی پر داعی نفس اور ہوی و خواہش اور شیطان اور دنیاوی اسباب اور آدمی کے دوست اور مشابہت کی طلب اور نقالی کرنا،اور میلان طبع یہ سب جمع ہو جاتے ہیں، یعنی ان میں سے ہر ایك سبب بندے کو معصیت کی طرف کھینچتا ہے، اور اس کے اثر کو طلب کرتا ہے، تو پھر جب یہ سب جمع ہو کر دل پر دھاوا بھول دیں تو کیا حالت ہو گی، اور پھر صبر کی کونسی قسم اسے قبول نہ کرنے میں طاقتور اور قوی ہو گی، اگر اللہ سبحانہ و تعالی اسے نہ لے جائے تو پھر اس سے صبر ہو نہ سکے.

جیسا کہ آپ دیکھ رہے کہ یہ قول قوی الحجت اور انتہائی ظاہر ہے " انتہی

دیکھیں: طریق الھجرتین ( 414 ).

معصیت و نافرمانی کے ارتکاب سے صبر کرنا کئی ایك اسباب کی بنا پر ہے، ہم امید رکھتے ہیں کہ اس میں غور و فکر کیا جائیگا کیونکہ اس کے اندر بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج بڑی باریك بینی سے کیا گیا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" معصیت و نافرمانی کے ارتکاب سے صبر کا قاعدہ اور اصول کئی ایك اسباب سے پیدا ہوتا ہے:

اول:

بندے کو علم ہونا کہ یہ معصیت قبیح اور ذلیل چیز ہے اور گری ہوئی ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے اسے حرام کرتے ہوئے ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنے کے لیے اس سے منع فرمایا ہے، بالکل اسی طرح جیسے شفیق والد اپنی اولاد کو ضرر اور نقصاندہ چیز سے بچاتا ہے، یہ ایسا سبب ہے جو عقل و دانش رکھنے والے شخص کو اس کے نزدیك جانے سے بھی روکتا ہے، چاہے اس پر عذاب و سزا کی وعید معلق نہ بھی کی جائے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے.

دوسرا سبب:

اللہ سبحانہ و تعالی سے شرم و حیاء، کیونکہ جب بندہ اپنی نظر اللہ سبحانہ و تعالی کے مقام کو دیکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس کو دیکھ رہا اور سب کچھ سن رہا ہے تو بندے کو شرم آتی ہے، اسے شرم و حیاء محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ رب العالمین کی ناراضگی کا باعث بنائے.

تیسرا سبب:

اللہ سبحانہ و تعالی کی جو نعمتیں آپ پر ہیں ان کا خیال کریں، اور اللہ نے جو احسان کیا ہے اس کو مدنظر رکھیں؛ کیونکہ گناہ نعمتوں کے خاتمہ کا باعث بنتے ہیں، اس لیے جب بھی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کے بدلے اللہ سبحانہ و تعالی کی ایك نعمت زائل ہو جاتی ہے.

اور اگر بندہ توبہ کر کے رجوع کر لیتا ہے تو وہ نعمت واپس آ جاتی ہے یا پھر اس جیسی اور نعمت حاصل ہو جاتی ہے، اور اگر وہ گناہ پر مصر رہتا ہے تو وہ نعمت واپس نہیں آتی، اس طرح گناہ اس سے نعمتوں کو زائل کرتے رہتے ہیں حتی کہ اس سے ساری نعمتیں سلب کر لی جاتی ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یقینا اللہ سبحانہ و تعالی اس وقت تك کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تك وہ خود اپنے آپ کو نہیں بدلتے .

اور پھر سب سے عظيم نعمت ايمان ہے، اور گناہ كا ارتكاب اور چور و زنا اور شراب نوشى اور ڈاكہ وغيرہ يہ سب ايمان كو زائل اور سلب كر ليتى ہيں، بعض سلف رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ميں نے ايك گناہ كيا تو ايك برس تك قيال الليل سے محروم كر ديا گيا.

اور دوسرے سلف كا كہنا ہے:

ميں ايك گناہ كر بيٹھا تو مجھے فہم قران سے محروم كر ديا گيا، اس جيسے امور ميں ہى كہا گيا ہے:

اگر تم نعمت ميں ہو تو اس نعمت كا خيال كرو...

كيونكہ معاصى و گناہ نعمتوں كو زائل كر ديتے ہيں.

مختصر يہ كہ معاصى و گناہ ايك ايسى آگ ہے جو نعمتوں كو كھا جاتى ہے، بالكل اسى جرح جيسے آگ ايندھن كو كھا جاتى ہے، اللہ تعالى ہميں نعمتوں كے زوال سے محفوظ ركھے، اور اسے سزا ميں تبديل كرنے سے بچائے.

چوتھا سبب:

اللہ سبحانہ و تعالى كا خوف اور اس كے عذاب سے ڈر، يہ اس وقت ہو سكتا ہے جب اللہ سبحانہ و تعالى كے وعدے اور عيد كى تصديق كى جائے، اور اللہ سبحانہ و تعالى اور اس كى كتاب اور اس كے رسول پر ايمان لايا جائے.

يہ ايك ايسا سبب ہے جو علم ويقين سے قوى ہوتا ہے اور اس ميں كمزورى سے كمزور ہو جائيگا.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

نہيں سوائے اس بات كے اللہ سبحانہ و تعالى سے ڈرنے والے تو اس كے بندے علماء ہى ہيں .

بعض سلف رحمہ اللہ كا قول ہے:

اللہ سبحانہ و تعالى كى خشيت كے ليے علم كافى ہے، اور اللہ سے جہالت كے دھوكے ميں نہ رہا جائے.

پانچواں سبب:

اللہ سبحانہ و تعالى كى محبت: يہ اللہ كى مخالفت و نافرمانى سے صبر كرنے ميں قوى سبب ہے، كيونكہ جس سے محبت كى جاتى ہے اس كى بات مانى جاتى ہے، جب بھى دل ميں محبت قوى ہوگى تو اس كا تقاضا ہے كہ اطاعت كى جائے اور ترك مخالفت قوى ہے.

جب دل میں اللہ کی محبت کمزور ہو جائے تو پھر معصیت و نافرمانی ہوتی ہے، جو شخص معصیت کو اپنے سردار کی سزا اور اس کے کوڑے کے ڈر پر محمول کرتا ہے اور جو اسے اپنے سردار کی محبت پر محمول کرتا ہے ان دونوں میں فرق ہے...

چھٹا سبب:

نفس کا شرف اور اس کی طہارت و پاکیزکی اور اس کی فضیلت و حمیت یہ ہے کہ وہ اسباب اختیار کیے جائیں جو اسے اور اس کی قدر میں کمی کریں، اور اس کی قدر و منزلت میں کمی کریں اور اسے حقیر قرار دیں اور اس اور بےوقوفوں کو برار قرار دیں.

ساتواں سبب:

معصیت و گناہ کے برے انجام اور اس کے قبیح اثر کا قوی علم، اور اس کی بنا پر پیدا ہونے والا ضرر: چاہے وہ سیاہ چہرے کی شکل میں ہو یا پھر دل کی سیاہی کی شکل میں اور دل کی تنگی اور غم و حزن اور تکلیف کی شکل میں، اور شدت قلق و پریشانی کی شکل میں، اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں کمزوری، اور اس کی زینت سے عاریت، اور اپنے معاملہ میں حیرانی و پریشانی، اور اپنے دوست کی نصرت و مدد نہ کرنا، اور واضح دشمن کی مدد نصرت کرنا، اس کے لیے مستعد علم کا چھپ جانا، اور اس کے لیے جو حاصل ہونا تھا اسے بھول جانا یا کمزور ہونا، اور اس کی وہ مرض جب وہ مستحکم ہو جائے تو موت یہ ضروری ہے کیونکہ گناہ دل کو مردہ کر دیتے ہیں....

اجمالی طور پر یہ کہ: قبیح معصیت ونافرمانی کے آثار بے شمار ہیں، اور اطاعت و نیکی کے آثار بھی بہت ہے جنہیں شمار ہی نہیں کیا جا سکتا اسے احاطہ علم میں نہیں لایا جا سکتا.

دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی اسی میں ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت کی جائے، اور دینا و آخرت کی برائی اور شر اللہ کی معصیت و نافرمانی میں ہے.

ایک اثر میں مروی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے:

کون ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت سے بدبخت ہوا، اور کون ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میری نافرمانی سے سعادت مند بنا "

آٹھواں سبب:

امید کم کرنا، اور اس کی سرعت انتقال کا علم رکھنا کہ وہ ایک ایسے مسافر کی طرح ہے جو ایک ایسی بستی میں داخل ہوا جہاں سے وہ جلد نکلنے والا ہے، یا پھر ایسے سوار کی طرح جس نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے کچھ آرام

کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چلتا بنا.

اس لیے وہ اپنے علم کے مطابق کہ اس کا یہاں ٹھرنا بہت ہی قلیل عرصہ کے لیے ہے اور بہت جلد یہاں سے منتقل ہو جائیگا وہ اس پر حریص ہے کہ اپنا بوجھ زیادہ نہ کرے اور جو اس کے لیے فائدہ مند نہیں اسے چھوڑ دے.

اس پر حریص ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خیر کی طرف منتقل ہو، اس لیے کم امید کرنے سے زیادہ بندے کے لیے کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے، اور لمبی امید اور کر لوں گا کر لوں گا سے زیادہ اس کے لیے کوئی نقصاندہ چیز نہیں ہے.

نواں سبب:

کھانے پینے اور لباس اور سونے اور لوگوں کے ساتھ اجتماع میں فضول اور زیادہ سے اجتناب کرنا، کیونکہ ان سب زیادہ اشیاء سے معاصی کے اسباب پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ یہ مصرف کے طلبگار ہوتے ہیں تو اس کے لیے مباح میں تنگی ہوتی ہے اس لیے وہ بڑھ کر حرام کی طرف جا نکلتا ہے.

بندے کے لیے سب سے نقصاندہ چیز اس کا فارغ رہنا ہے اس لیے نفس کو فارغ مت رکھیں، بلکہ اگر وہ اسے فائدہ مند اشیاء میں مشغول نہیں رکھےگا تو پھر وہ ضرور نقصاندہ اشیاء میں مشغول ہو جائیگا.

دسواں سبب:

یہ سبب مندرجہ بالا سب اسباب کو اپنے اندر جمع کیے ہوئے ہے: دل میں ایمان کی ڈالی کو مضبوط کر کے پیدا کرنا اس لیے معاصی سے بندے کا صبر کرنا یہ اس کی قوت ایمان کے مطابق ہوتی ہے، اس لیے جتنا اس کا ایمان قوی ہوگا اسی قدر اس کا صبر بھی پورا ہوگا.

اور جب ایمان کمزور ہو جائے تو صبر بھی کمزور ہو جاتا ہے، اس لیے جس کا دل اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور اسے دیکھنے کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اللہ کی حرام کردہ کو حرام کرتے ہوئے اور اللہ کے بغض و ناراضگی اور سزا کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمان کو مضبوط کرتا ہے.

اور جو اپنے ایمان کو اجروثواب اور عقات و سزا اور جنت و جہنم کو مدنظر رکھتے ہوئے مضبوط کرتا ہے وہ ہر اس عمل سے باز آ جائیگا جو اس علم کا موجب ہے.

اور جس کا یہ گما ہے کہ ایمان راسخ کے بغیر وہ مخالفات کو ترک کرنے پر طاقت رکھتا ہے تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ جب دل میں ایمان کا چراغ قوی ہو اور اس کی روشنی ہر طرف پھیلی ہو اور وہ ہر طرف کو روشن کر دے تو یہ نور اور روشنی اس کے اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے، اور اس طرح ایمان کے سبب کو وہ جلد قبول کر لیتا

ہے، اور وہ مطیع و فرمانبردار بن بغیر کسی بوجھ کے اور ہنسی و خوشی اطاعت کرنے لگتا ہے.

بلکہ وہ اس کی دعوت سے خوش ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص اپنے محبوب اور احسان کرنے والے کی دعوت سے خوش ہوتا ہے کہ یہ اس کے لیے عزت کا باعث ہوتی ہے، وہ ہر وقت اس کا انتظار کرتا ہے، اور اس کو دعوت پر لبيك کہنے کے لیے تیار رہتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی اپنی رحمت کے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی بڑے فضل والا ہے " انتہی

دیکھیں: طريق الهجرتين ( 408 - 414 ) مختصرا.

مسلمان شخص سے مطلوب یہی ہے کہ وہ اس حقیقت کو پہچانے کہ اللہ تعالی نے روزے سے کیا مراد لي ہے، اور اسے معصیت کے فعل کے دواعی اور اسباب کو پہچاننا چاہیے تا کہ وہ اس سے دور رہ سکے، اور اسے ناپسند کرے.

ابن قیم رحمہ اللہ کی جو کلام ہم اوپر نقل کر چکے ہیں وہ اسے بڑی اچھی طرح بیان کرتی ہے.

مزید آپ سوال نمبر ( 12468 ) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .